بابائے قوم۔ مہاتما گاندھی

ڈاکٹر شاہانہ خان
مکان نمبر 144، تھرڈ فلور، نہرو گلی، سنت نگر، براڑی، دہلی۔ 110084

پیارے بچو! آج ہم آپ کو ''باپو'' یعنی بابائے قوم مہاتما گاندھی کی زندگی کے بارے میں بتاتے ہیں۔ باپو کا پورا نام موہن داس کرم چند گاندھی تھا۔ وہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۶۹ء میں گجرات کے شہر پوربندر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گجرات میں حاصل کی۔ باپو کے گھر میں بڑے قاعدے قانون تھے۔ وقت پر اٹھنا، صحیح وقت پر کھانا، نہانا، پڑھنا اور سونا۔ والدین کی اجازت کے بغیر کوئی بھی کام نہ کرنا وغیرہ۔

۱۸۸۲ء میں ان کی شادی پوربندر کے ایک مرچنٹ گوکل داس ماکن جی کی بیٹی کستور بائی سے ہوئی۔ ۱۸۸۸ء میں اعلیٰ تعلیم کی غرض سے انگلینڈ گئے اور تین سال وکالت کی پڑھائی کرکے ۱۸۹۱ء میں ہندوستان واپس آئے۔ حق گوئی، حق پرستی اور عدم تشدد یعنی اہنسا مہاتما گاندھی کی زندگی کے بنیادی اصول تھے۔ جھوٹ سے انہیں سخت نفرت تھی۔ انھوں نے اپنی خودنوشت میں لکھا ہے کہ بچپن میں ایک بار میں نے اپنے والدین سے جھوٹ بولا تھا، اس بات کا انہیں ہر لمحہ ملال رہتا تھا۔ چنانچہ والد کے نام ایک خط لکھ کر اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور وعدہ کیا کہ زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔

عدم تشدد یعنی اہنسا کے بارے میں گاندھی جی لکھتے ہیں: ''اہنسا میرے لیے پالیسی نہیں بلکہ عقیدہ اور میرا مذہب ہے.... عدم تشدد سے پیدا ہونے والی طاقت انسان کے ایجاد کردہ تمام ہتھیاروں سے بہتر ہے''۔ مہاتما گاندھی نے اس مقصد کے مدنظر ۱۹۱۶ء میں احمد آباد میں ''سابرمتی آشرم'' کی بنیاد ڈالی تھی جہاں ان کے پیروکار سچائی، اخلاقیات اور عدم تشدد کے اصولوں اور آدرشوں کی تعلیم دیتے ہیں۔

پیارے بچّو! باپو کے اس اہنسا وادی تصوّر کو آپ بھی اپنی زندگی میں شامل کریں۔ آج کے اس پُر آشوب معاشرے میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ گاندھی واد کو عام کیا جائے۔ بچّے اور نوجوان نسل باپو کے بتائے ہوئے اہنسا کے اصولوں پر عمل پیرا ہوں۔

مہاتما گاندھی کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ وہ اپنا بیشتر وقت مطالعے میں گزارتے تھے۔ انہیں مختلف زبانیں سیکھنے اور بولنے کا بھی شوق تھا۔ وہ اردو، ہندی، فارسی، عربی، سنسکرت اور بہت سی زبانیں جانتے تھے۔ بچّو! آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ باپو قرآن کی تلاوت بھی کرتے تھے اور کافی حد تک اس کے معنی و مطلب کی سمجھ بھی رکھتے تھے۔ فتح پور کے ایک اجتماع میں انھوں نے مسلمانوں کو فسادات سے گریز کرنے پر زور دیا۔

مہاتما گاندھی نے بچّوں کی تعلیم پر بھی بہت زور دیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ تعلیم کا اصل مقصد انسانی زندگی کی مکمل نشوونما ہے۔ وہ تعلیم کے مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''تعلیم سے میری مراد بچّے اور انسانی جسم، قلب و روح میں موجود اعلیٰ ترین عناصر کا ارتقا ہے۔''

ان کے مطابق حقیقی تعلیم وہی ہے جس کی بنیاد پر بچّوں کی روحانی، ذہنی اور جسمانی قوتوں کا مکمل طور پر ارتقا ہو،

لیکن یہ ارتقا معتدل شکل میں ہونا چاہیے کیونکہ ہمارے معاشرے کو اعتدال پسند لوگوں کی ضرورت ہے۔ ہندوستان کی ترقی صرف اور صرف محنت کش اور متوازن ذہن اور نظریہ رکھنے والے لوگوں کی بنا پر ہی ہوسکتی ہے۔ اسی کے پیش نظر مہاتما گاندھی نے بچّوں کے لیے بنیادی تعلیم کا نظریہ پیش کیا۔ بنیادی تعلیم وہ تعلیم ہے جس سے بچّوں کی شخصیت مکمل طور پر نشوونما پاتی ہے۔ اس کے پیش نظر بچّے کو اس کے ذوق وشوق اور رجحان کے مطابق کام دینا تاکہ اس کی صلاحیتوں کا ارتقا ہو۔

اس تعلیم میں بنیادی طور پر دستکاری اور مختلف صنعت و حرفت کے توسط سے تعلیم دی جاتی ہے۔ جس کا مقصد بے کاری اور بے روزگاری کے مسئلہ کا حل پیش کرنا ہے۔ ساتھ ہی زندگی میں سادگی، سچّائی اور اخلاقیات کو عام کرنا تاکہ طبقہ بندی اور اونچ نیچ کا فرق ختم ہوسکے۔ یہ وہ تصوّر ہے جس کی معنویت کل سے زیادہ آج کے دور میں ہے۔

۱۸۹۳ء میں مہاتما گاندھی پور بندر کے مسلمانوں کی ایک فرم کے وکیل کی حیثیت سے 'نتال' جنوبی افریقہ روانہ ہوئے۔ جنوبی افریقہ میں وہ ہندوستانیوں کے ساتھ ہو رہی نا انصافیوں اور امتیازات سے متاثر ہوکر ان کے خلاف جدوجہد پر آمادہ ہوگئے۔ ''نتال انڈین کانگریس'' نام کی ایک سیاسی ایسوسی ایشن قائم کی اور ہندوستانیوں کے سیاسی شعور کو بیدار کرنے اور ان کے مسائل کو منظر عام پر لانے کی غرض سے انڈین اوپینین نام کا اخبار جاری کیا۔

چنانچہ مہاتما گاندھی نے اپنی زندگی کا طویل عرصہ جنوبی افریقہ میں گزارا۔ ہندوستانیوں کے حقوق کی لڑائی کے لیے وہ کبھی جنوبی افریقہ سے لندن گئے۔ کبھی انگلینڈ گئے، ستیہ گرہ کیا، قید وبند کی صعوبتیں اٹھائیں۔ کستور با گاندھی بھی دو بچّوں کے ساتھ اس جدوجہد میں شامل رہیں۔ بالآخر ۱۹۱۵ء میں جب بابائے قوم ہندوستان واپس آئے تو وہ ہندوستانیوں کی خدمت کے جذبے سے سرشار تھے۔ انھوں نے اپنے مقصد پر قائم رہتے ہوئے آزادی کی لڑائی لڑی۔ اندرون ملک پھیلے توہمات، قدم قدم پر زنجیریں، نظر نظر پر پہرے، ہر قدم پر دوہرے وار کا سامنا، انگریز سرکار کی مضبوط گرفت اور اعلیٰ طبقے کے بے سروپا قسم کے عقائد۔ ان سے مقابلہ کرنا، ان کی اصلاح کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ تاہم بابائے قوم مہاتما گاندھی نے اپنی مضبوط قوت ارادی اور بلند ہمتی سے ان تمام مشکلات کا سامنا کرکے کامیابی کا مظاہرہ پیش کیا۔ آج ہم جس آزاد فضا میں سانس لے رہے ہیں، اس کے لیے کتنے لوگوں نے قید و بند کی صعوبتیں، مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کیں، لاتعداد لوگوں نے اپنی جان ملک کے نام قربان کی اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ چند ہیڈ لائنس میں دیے جانے والے نام ہیں جنھیں ہم مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

بابائے قوم جس آزاد ہندوستان کے آرزومند تھے کیا ہمارا ملک گاندھی واد پر عمل پیرا ہے۔ ہم اپنی ہر بات گاندھی واد کی دہائی سے شروع کرتے ہیں، اہنسا اور حق گوئی کی کھوکھلی باتیں تو کرتے ہیں، لیکن وہ ہماری زندگی میں کس حد تک کارفرما ہیں اس کا اندازہ لگانے یا حساب کرنے کی ہمارے ملک کے ہر باشندے کو ضرورت ہے۔ بابائے قوم کے خیالات کو ہمیں اپنی زندگی کا حصّہ بنانے کی ضرورت آج کل سے زیادہ ہے۔

ترا ذکرِ پاک اے گاندھی ہر اک محفل میں ہے
احترام اے رہبر کامل ترا ہر دل میں ہے

○○